بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برما، اراکان اور روہنگیا کا مختصر تعارف

روہنگیا مسلمانوں کا قصہ درد و الم اور عالم اسلام سے اپیل

تحریر: نورالبشر محمد نورالحق

+923212063180 +923212492164

E mail:nbrnhq@gmail.com

محل وقوع:

میانمار (برما) بر اعظم ایشیاکا زرخیز ترین ملک ہے اس کے مشرق میں تھائی لینڈ، لاؤس اور چین کے کچھ علاقے، مغرب میں خلیج بنگال اور آسام اور بھوٹان ، جنوب میں ملائشیاء اور بحرِ ہند جبکہ شمال میں کوہ ہمالیہ واقع ہے۔

آبادی:

برما کی موجودہ آبادی چھ کروڑ ، دولاکھ، اسی ہزار افراد پر مشتمل ہے ، جن میں 75فیصد بدھ مت کے پیروکار، 22فیصد مسلمان اور باقی 3فیصد دیگر اقلیات ہیں۔

اراکان اور روہنگیا:

اراکان برما کے 14صوبوں میں سے ایک ہے ، یہ دریائے ناف کے کنارے آباد ہے ، یہ نہر بنگلہ دیش کے خطہ چٹا گانگ اور برما کے حصہ اراکان کے درمیان سرحد کی حیثیت رکھتا ہے۔

یہاں عباسی خلیفہ ہارون رشید کے زمانے میں کچھ عرب تاجر آئے تھے، مقامی لوگوں کے ساتھ بودوباش اختیار کرنے کی وجہ سے یہاں اسلام پھیلا،یہاں کی قوم" روہنگیا" کہلائی اور ان کی زبان کو" روہنگیا زبان" کہا جانے لگایہ 788عیسوی کا واقعہ ہے، 1504عیسوی میں یہاں کچھ ایرانی النسل باشندے بھی آباد ہوئے۔اسی طرح یہاں 13ویں صدی عیسوی میں ترکی النسل حضرات بھی آئے۔1660عیسوی میں مغلیہ خاندان کے غوری (پٹھان) مسلمانوں نے بھی یہاں پناہ گزینی اختیار کی، اورنگزیب عالمگیر کے چھوٹے بھائی شاہ شجاع یہاں برسوں حکمرانی کر چکے ہیں۔

روہنگیا مسلمان:

اراکان اور روہنگیا قوم کی ابتدا"اسلام"ہے یہ ابتدا میں ایک چھوٹی سی اسلامی ریاست تھی جہاں کے سکّوں اور سرکاری دستاویزات میں کلمہ اسلام کندہ ہوتا تھا۔اس کے پڑوس میں نام نہاد امن و آشتی کے پرچار کرنےوالے گوتم بدھ کے پجاریوں کا ملک واقع تھا یہ 1784عیسوی کی بات ہے کہ اس وقت بدھسٹ برمی راجہ بودوپھیہ نے شب خون مار کر "ارکان" پر اپنا تسلط جما لیا،اس طرح "اراکان"کی اسلامی ریاست کو"برما" کا ایک جز بنا دیا گیا۔

اراکان ایک داستان لہو رنگ:

جب1784عیسوی میں برمی راجہ بودوپھیہ نے اراکان پر قبضہ کیا تو بڑے پیمانے پر روہنگیا مسلمانوں کا قتل عام کیا۔1824عیسوی میں برطانیہ نے برما سمیت اراکان پر قبضہ کر لیا، 20ویں صدی کے نصف میں دوسری جنگ عظیم لڑی گئی جس میں مگھ جاپان کے ساتھ تھے، جبکہ مسلمانوں نے آزادی کی شرط پر برطانیہ کی حمایت کی تھی۔

مارچ1942ءعیسو ی اراکان کے ضلع اکیاب (حالیہSittwe) میں بدھسٹوں کی ایک انتہا پسند تنظیم کی جانب سے مسلمانوں کے خلاف منظم انداز میں فسادات شروع ہوئے، یہ دہشت کا کھیل تقریباً3مہینے تک جاری رہا، مارچ1942عیسوی سے جون 1942ء تک تقریباً1,50,000(ڈیڑھ لاکھ) مسلمان شہید اور 5,00,000(پانچ لاکھ) مسلمان بے گھر ہوئے۔

4 جنوری 1948ء کو برطانوی اقتدار کا سورج برما سے بھی غروب ہوا۔اس سے تقریباً6ماہ قبل پاکستان اور ہندوستان کو بھی آزادی ملی۔

"اراکان ”کے مسلما نوں کا رجحان بلکہ پوری کوشش یہی تھی کہ اراکان کے خطہ کو برما کے ساتھ منسلک کر نے کےبجائے پاکستان کے ساتھ ملحق کیاجائے،اس سلسلے میں ایک وفد نے دہلی میں قائد اعظم محمد علی جناح سے ملاقات کی، اس وفد میں مسٹر امراء میاں صاحب، مسٹر ظہیر الدین(علیگ)،مسٹر وجیہ اللہ صاحب اور مسٹر مسیح الدین صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔"

ان حضرات نے مسٹر جناح کے سامنے مدعا پیش کیا، دوسری طرف آزادی برما کے قائد موجودہ آنگ سانگ سوچی کے والد نے قائد اعظم کے پاس وفد بھیج کر یقین دلایا کہ ان مسلمانوں کے برما کے ساتھ رہنے میں ہی فائدہ ہے، ان کو ہر قسم کے تحفظ کے ساتھ سارے حقوق بھی ملیں گے۔ قائد اعظم نے معذرت کر لی اور اپنی مجبوریاں ظاہر کیں، اس طرح اراکان کی ریاست عملاً پاکستان کے ساتھ ملحق ہونے سے رہ گئی، لیکن وہاں کے ایک ایک فرد کا دل پاکستان ہی کیساتھ دھڑکتا رہا۔جب تک پاکستان کی عملداری رہی وہاں کے

مسلمانوں کو سہارا ملتا رہا اور اراکانی مسلمانوں نے بھی اپنی محبتوں اور تعلق کا ثبوت ہمیشہ دیا حقیقت یہ ہے کہ اراکان کے مسلمانوں کے اوپر آج تک جو کچھ مظالم ڈھائے جارہے ہیں ووہ پاکستان سے محبت اور تعلق کی قیمت ہی تو ہے۔

1948ء میں آزادی کے بعد مسلمانوں نے اس ملک کی ترقی میں کردار ادا کرنا شروع کیا لیکن دو ہی سال بعد 1950ء میں اراکانی مسلمانوں پر ظلم و تشدد کا نئے سرے سے آغاز ہو گیا ہزاروں مسلمان شہید ہوئے اور ہزاروں لا پتہ ہو گئے۔اس موقع پر بہت سے اراکانی مسلمان ہجرت کر کے پاکستان میں پناہ لے چکے تھے۔

اس دوران مسلمانانِ اراکان نے اپنے دفاع کی بھی کوشش کی ، اس سلسلے میں انھوں نے برمی حکومت اور ملٹری کے خلاف ہتھیار اٹھائے ، پہلے پہل تو برمی حکومت نے بزورِ طاقت اس تحریک کو کچلنے کی کوشش کی لیکن ناکامی کی وجہ سے دوسری پالیسی اختیار کرتے ہوئے انھیں ہتھیار ڈالنے پر آمادہ کیا ، اس موقع پر برمی حکومت اور فوجی ذمہ داروں نے کھلے الفاظ میں اراکان کے روہنگیا مسلمانوں کے برمی باشندے ہونے، ان کو تمام تر حقوق دینے اور ان کے ساتھ کسی قسم کے امتیازی سلوک نہ کرنے کی یقین دہانی کرائی ، اس موقع پر برمی ملٹری کے ذمہ داران کی تقاریر و خطاب پر مشتمل ایک دستاویز بھی تیار کی گئی جس کا نام "مے یوکا مستقبل" ہے۔

یہ دستاویزات دراصل دو تقریریں ہیں جو کرنل آئوں جی او ر سومینٹ نے جولائی 1961ء کواراکان کے سرحدی شہر ''منگڈو''میں ہزاروں روہنگیا مسلمانوں کے اجتماع میں کی تھیں۔

اس کتابچہ میں شامل دونوں تقریریں برمی زبان میں تھیں،چنانچہ برمی زبان میں ان کوشائع کرواکے بڑے پیمانے پر تقسیم کیا گیا۔چوں کہ اراکان کے روہنگیا مسلمانوں کی علمی زبان اردوچلی آرہی تھی اس لئے اس وقت کی برمی حکومت نے مسلمانوں کو رام کرنے کے لئے اس کااُردو ترجمہ کرواکربڑی تعدادمیں تقسیم کیا۔

اس دستاویزمیں دونوں کرنلوں نے کھلے الفاظ میں نہایت صراحت کے ساتھ اراکان کے روہنگیا مسلمانوں کے برمی شہری ہونے کااعتراف کیا،ناانصافیوں کے ازالے کے وعدے کئے اور ہرقسم کے حقوق اور تحفظ دینے کی یقین دہانی کرائی۔

لیکن ابھی اس کی سیاہی خشک ہونے نہیں پائی تھی کہ 1962ء میں جنرل ''نیون''کافوجی انقلاب برپاہوگیا۔اور پھر مسلمانوں کوتہہ تیغ کیاجانے لگا،مسلمان بھی اپنے دفاع میں کچھ حرکت کرتے رہے اور پاکستان کی پناہ لیتے رہے۔

پھر 1971ء میں مشرقی پاکستان کایہ بازوکٹ گیا توایک دفعہ پھر یہ مسلمان بے آسرا ہوگئے،چنانچہ 1978ء میں برماکی حکومت نے اپنے ان باشندوں کے خلاف خونیں آپریشن کیا،ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں کوشہید کیاگیا اور پانچ لاکھ بے گھر ہوکر بنگلہ دیش میں پناہ گزیں بن گئے۔

برمی حکومت نے اب بھوٹان، نیپال، بھارت اور بنگلہ دیش سے مگھ اور بدھسٹوں کو اس علاقے میں آباد کرنا شروع کر دیا۔

پھر 1982ء میں ان مسلمانوں کے تابوت میں آخری کیل بھی ٹھونک دی کہ بیک جنبشِ قلم پوری روہنگیا قوم کی شہریت منسوخ کردی اور ان کو غیر ملکی قرار دیا۔

1991ء میں ایک دفعہ پھر ان مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی، ہزاروں مسلمان شہید اور ساڑھے تین لاکھ جلاوطن ہونے پر مجبور ہوئے۔

یہ پناہ گزیں بے آسرا اور خانماں برباد لوگ کس طرح جانوروں کے ڈربے میں رہ رہے ہیں اور سالہاسال سے ذلت آمیز حیوانات کی سی زندگی گزار رہے ہیں، یہ منظر کوئی مضبوط دل گردے والا ہی دیکھ سکتا ہے۔

صرف یہی نہیں بلکہ ہر پانچ دس سال میں اس قسم کے آپریشن ہوتے رہے ہیں برمی حکومت کی پالیسی یہ رہی ہے کہ باہر سے کسی بھی فرد کو خواہ وہ کتنی ہی وی آئی پی شخصیت ہی کیوں نہ ہو۔اراکان میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتی، اس طرح اندرونی مظالم کی خبریں باہر نہیں آسکتیں، حتیٰ کہ اراکان کے علاوہ دیگر صوبوں میں بسنے والے مسلمانوں سے بھی اراکان کی خبریں بلیک آؤٹ رہتی ہیں، برمی حکومت اپنے ملک کے باشندوں تک کو باخبر ہونے نہیں دیتی۔

اسی طرح ان بے سہارا مسلمانوں کو پوری دنیا میں طاق نسیاں میں ڈال دیا، یہاں کے مسلمانوں کے چیخنے چلانے اور رونے دھونے کی آواز بھی مہذب دنیا میں نہیں پہنچتی اور اگر کسی طرح پہنچ بھی جائے تو ان کے حق میں کہیں سے کوئی توانا آواز نہیں اٹھتی۔

فااللہ المستعان

جون 2012ء کا المیہ

جون 2012ء میں چند مسلمانو ں کے دردناک قتل سے شروع ہونے والا فساد اس حد تک پہنچ گیا کہ سارے اراکانی مسلمان پوری دنیا میں تتر بتر ہو کر رہ گئے ہیں اور عالمِ انسانیت سسک اٹھی، ان کے سات ہر قسم کا ظلم روا رکھا گیا، ذیل میں ظلم و ستم کی ایک مختصر فہرست دی جا رہی ہے :

1۔ 1982ء سے صدیوں سے آباد جدی پشتی باشندوں کو ان کی شہریت منسوخ کر کے غیر قانونی تارکین وطن قرار دے دیا۔

آج کی مہذب دنیا میں اتنی بڑی قوم کی اور وہ بھی اتنی بڑی تعداد میں اپنے ہی وطن میں "بے وطن" (Stateless) ہونے کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

2۔ ان کے گھر بار کو جلایا گیا، بعض بعض علاقے مکمل طور پر صفحہ ہستی سے مٹا دیے گئے۔

3۔ ان کے کھیت کھلیان کو جلا کر خاکستر کر دیا گیا۔

4۔ ان کی دکانیں سازوسامان سمیت آگ میں جلادی گئیں۔

5۔ ان کے مدارس اور تعلیمی ادارے بند کر دیئے گئے، اس طرح ان کے لئے تعلیم کے دروازے مکمل طور پر بند ہو گئے۔

6۔ ان پر مسجدوں میں باجماعت نمازیں پڑھنے کی پابندی لگادی گئی اور مساجد پر تالے ڈال دیے گئے۔

7۔ مسلمانوں پر حج کرنے کے لئے اوراس کے لیے سفر کی پابندی عائد کر دی گئی۔

8۔ قربانی پر پابندی عائد کر دی گئی۔

9۔ مسلمانوں کی جائیدادیں ان سے چھین کر مگھ اور برمی بدھسٹوں کو دی جارہی ہیں۔

10۔ مسلمانوں کی بستیوں کو تاراج کر کے ان کو کیمپوں میں پہنچایا جارہا ہے اوران کی بستیوں میں غیر مسلموں کو بسایا جارہا ہے۔

11۔ اراکان میں صنعتوں، ملز اور فیکٹریوں کا کوئی تصور نہیں، وہاں غالب ذریعہ معاش کھیتی باڑی اور معمولی دکانداری ہے، لیکن چونکہ مسلمانوں سے ان کی زمینیں اور جائیدادیں چھین لی گئیں، اس لئے کھیتی باڑی سے محروم ہو گئے اور پھر ان پر ایک علاقہ سے دوسرے علاقے تک جانے آنے کی پابندیاں ہیں، اس لئے دکانوں کے معمولی سامانوں کے حصول کے لئے بھی وہ مگھ بدھسٹوں کے محتاج ہیں، اس لئے عملاً ان کا ذریعہ معاش بھی ختم ہو کر رہ گیا ہے۔

12۔ مسلمانوں پر اپنے مکانات اور رہائش گاہوں کی مرمت واصلاح کی پابندی ہے۔

13۔ مسلمانوں پر شادی بیاہ کے سلسلے میں شرمناک قدغنیں ہیں۔

14۔ مسلمانوں پر دو سے زیادہ بچوں کی پیدائش پر پابندی عائد ہے۔

15۔ کوئی مسلمان اپنے علاقہ سے دوسرے علاقہ کی طرف بغیر پرمٹ کے نہیں جاسکتا اور نہ ہی وہاں رات گزار سکتا ہے حتی کہ ایک بیٹی اپنے میکے آکر رات نہیں گزار سکتی۔

16۔ علماء کے ایسے دشمن ہیں کہ وہ کرتا پہن کر ادھر سے اُدھر نہیں جاسکتے، چنانچہ ایسے موقع پر وہ صرف بنیان اور لنگی پہن کر چلت پھرت کی کوشش کرتے ہیں۔

17۔ مسلمانوں کے قبرستانوں کو ان کے آباء واجداد کے آثار مٹاڈالنے کی غرض سے تھانوں اور کچہریوں میں تبدیل کر رہے ہیں۔

18۔ مسلمانوں کے تاریخی آثار مٹانے کی غرض سے اراکان کا نام ''رکھائن'' اوراکیاب کا نام ''سیٹوے'' سے تبدیل کیا گیا۔

اب تک مسلمانوں کو ووٹ دینے کا حق بھی دیا جاتا رہاہے اور بطور امیدوار پارلیمنٹ کے انتخابات میں حصہ لینے کا حق ملتا رہا لیکن حالیہ انتخابات 2015ء جس میں آنگ سان سوچی کی پارٹی کامیاب ہو کر حکومت بنا چکی، اس میں مسلمانوں پر نہ صرف بطور امیدوار کھڑے ہونے کی پابندی لگادی، بلکہ کسی بھی مسلمان کو ووٹ کاسٹ کرنے کا حق بھی نہیں دیا گیا۔

19۔ بے گھر اور خانماں برباد لوگوں نے اپنی جانیں بچا کر کشتیوں میں سوار ہو کر بنگلہ دیش میں پناہ لینے کی کوشش کی تو وہاں کی حکومت نے انہیں پناہ دینے کے بجائے دوبارہ سمندر میں دھکیل دیا، جس کے نتیجہ میں ہزاروں افراد مچھلیوں کی خوراک بن گئے۔

20۔ ذرائع ابلاغ کی پہنچ اور ان کی دُہائی کے بعد معمولی عالمی دباؤ آیا تو عمومی فساد تو رُک گیا، لیکن بے گھر اور بے سہارا افراد کے لیے نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن، ان کو ایسے کیمپوں میں بسا دیا گیا جن میں کسی قسم کی بنیادی سہولت نہیں، برما کے سابق صدر جنرل تھین سین نے نہایت ڈھٹائی سے اور بے شرمی سے بیان دیا کہ یہ روہنگیا برما کے باشندے نہیں ہیں، ان کو ہم کیمپوں ہی میں رکھیں گے اگر کسی کے دل میں درد ہو تو وہ ان کو اپنے ہاں لے جا کر آباد کرائے۔

21۔ جن لوگوں کے مکانات ابھی باقی ہیں وہ برائے نام اپنے گھروں میں تو ہیں، لیکن ان کے سروں پہ چوبیس گھنٹے ننگی تلوار لٹکتی رہتی ہے، کوئی دن ایسا نہیں گزرتا اور کوئی رات ایسی نہیں گزرتی ہو کہ ان میں کسی ایک یا چند گھروں پر قیامت نہ بیتتی ہو، برمیز فوج کے اہلکار گھروں میں دھاوا بول دیتے ہیں اور پھر چادر اور چار دیواری کا تقدس کا پامال کرتے ہوئے مردوں کو گرفتار کر لیتے ہیں، عورتوں کی عصمت دری کرتے ہیں، بچوں اور بوڑھوں کو نہیں بخشتے۔

کبھی اسلحہ کی تلاشی کے بہانے پورے گھر کو کھود ڈالتے ہیں اور کبھی موبائل رکھنے کے ناکردہ جرم پر لاکھوں کیات (برمی کرنسی) کا جرمانہ عائد کرتے ہیں اور قید وبند کی صعوبتوں میں ڈال دیتے ہیں۔

آئے دن لوگوں کو فوجی کیمپوں میں پکڑ کے لے جاتے ہیں اور وہاں ان سے بیگار لیتے ہیں پھر ان کو معاوضہ تو درکنار، بھوکا پیاسا چھوڑ دیتے ہیں۔

22۔ ظلم وستم کے یہ شکار مشقتوں اور خوف وہراس کے اس ماحول سے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں تو ان کے لیے سوائے سمندر کے راستے کے اور کوئی راستہ نہیں رکھا گیا، چنانچہ سمندر کی طرف جانے اور کشتیوں کے ذریعہ نقل مکانی کرنے کے لیے بھی انہیں پولیس اہلکاروں سے لے کر ایجنٹوں، دلالوں اور اسمگلروں تک کو رشوت دینے کی ضرورت پڑتی ہے۔

پھر جن "خوش نصیبوں" کو اس طرح کشتی میں جگہ مل جاتی ہے، ان کی کیفیت یہ بیان کی جاتی ہے کہ جس طرح لکڑیوں اور تختوں کی تھپّی لگائی جاتی ہے اس طرح ان "انسانوں" کی جن میں بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور جوان بھی، عورتیں بھی ہوتی ہیں اور بچے بھی، ان کی بھی تھپیّ لگائی جاتی ہے۔ چنانچہ جانوروں سے بھی بدتر سلوک کے ساتھ ان کو بیچ سمندر میں لے جاکر بڑے جہاز میں سوار کرایا جاتا ہے، یہاں سے گویا اب یہ انسانی اسمگلروں کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں۔ چنانچہ ان کو ٹھونس کر تھائی لینڈ کے غیر آباد جزائر کی طرف لے جایا جاتا ہے اور وہاں کے جنگلات اور غاروں میں ان اسمگلروں کے مراکز بنے ہوئے ہیں، وہاں لے جاکر ان کو مارا کوٹا جاتا، ان کے عزیز و اقارب جو مختلف ملکوں میں بسے ہوئے ہوتے ہیں ان کے فون نمبر زپہ کال کر کے ان کے چیخنے چلانے کی آوازیں سنائی جاتی ہیں اور ان کے ذریعہ ان سے بھاری رقوم کا مطالبہ ہوتا ہے۔ اس طرح بعض خوش نصیب رہائی پا جاتے اور اکثر ان کے غلام باندی کی حیثیت سے رہ جاتے ہیں، ان کو زنجیروں میں باندھ کر رکھا جاتا ہے اور ان کی عورتوں کی عصمت دری کیجاتی ہے جس کی ویڈیو بنا کر پوری دنیا میں مسلمانوں کی غیرتوں کو للکارا جاتا ہے۔

بہت سے لوگ ان کی قید میں مر جاتے ہیں بلکہ مار دیئے جاتے ہیں جن کی اجتماعی قبریں بھی دریافت ہو چکی ہیں۔

23۔ بہت سے خوش نصیب وہ بھی ہیں جو کسی طرح تھائی لینڈ کی سرزمین پر پہنچنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں، اسی طرح بعض ملائیشیا اور بعض انڈونیشیا تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں، لیکن ان کے لئے وہاں ایک نئے عذاب کا سلسلہ منتظر ہوتا ہے، کیوں کہ ان کو وہاں پناہ گزین کی حیثیت کے بجائے غیر قانونی تارکین وطن کی حیثیت سے جیلوں میں رکھا جاتا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جن میں ہر ایک پہلے ہی سے مصیبتوں کا مارا ہوا ہوتا ہے، ان کی فیملی کے کسی نہ کسی فرد کو یا کئی افراد کو بدھسٹوں نے مار دیا ہوتا ہے، اور وہ خود سمندروں کی بے رحم موجوں سے لڑتے ہوئے کسی طرح اپنی جانیں بچا کر وہاں پہنچتے ہیں تو وہاں ان کے لئے جیل اور قید و بند کی صعوبتیں منتظر ہوتی ہیں، ان کی اشک شوئی کے لئے کوئی نہیں ہوتا۔

24۔ حال ہی میں عالمی ذرائع ابلاغ نے یہ انکشاف کیا کہ ہزاروں کی تعداد میں (جن کی تعداد تقریباً ستائیس ہزار بتائی جاتی ہے) روہنگیا مسلمان مختلف چھوٹی بڑی کشتیوں میں سمندر کے بیچوں بیچ سرگرداں ہیں کہ ان کو کوئی ملک قبول کرنے کو تیار نہیں، ان میں بوڑھے بھی ہیں جوان بھی، عورتیں بھی ہیں اور بچے بھی، سوشل میڈیا کے توسط سے ان کی گریہ وزاری آہ و بکا لوگوں کی ساعتوں سے ٹکرائی جو عرش الٰہی کو تھرا دینے کے لئے کافی تھی۔

اس حال میں بھی سنگدل ایجنٹوں نے کتنے ہی جوانوں اور بوڑھوں کو سمندر برد کیا، کتنی ہی عورتوں کی عصمتوں کو پامال کیا!! فاللہ المستعان

یہ وہ تمام حالات تھے، جو جون 2012ء سے اکتوبر 2016ء تک پیش آئے۔

اکتوبر 2016ء کا المیہ:

لیکن 9/اکتوبر 2016ء سے ظلم وستم کی ایک عجیب لہر اٹھی اوراس ظلم وستم نے سابقہ سارے ریکارڈ توڑڈالے، بنگلہ دیش کی سرحد پہلے سے بند تھی اوراب یہ نہتے مسلمان بوڑھے جوان، مرد، عورتیں اور معصوم، بلکہ نومولود بچے برمی ملٹری اور پولیس کے شکار ہیں، ان کمزوروں کا شکاران ظالموں کا مرغوب ترین مشغلہ ہے، جس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

برمی بدھسٹ فوج، پولیس اورمگھ دہشت گردوں اورویراٹھونامی فرعون نمابدھ بِھکشواوراس کے ہمنواؤں کے آئے روز ظلم وستم سے تنگ آکر چند غیرت مندلوگوں نےلوگوں نے ایک پولیس چوکی پر حملہ کر دیا، جس کے نتیجہ میں وقتی طورپر یہ بھاگ گئے، تاہم اس کے بعد ظلم وستم نے ایک نئی تاریخ رقم کر دی:

- مسلمانوں کے علاقوں کا محاصرہ کیا گیا۔
- گھر گھر کی شدید تلاشی لی گئی۔
- حکم دیتا گیا کہ گھروں کے ارد گرد جو چٹائیوں کی دیواریں ہیں، وہ سب گرادیں۔
- تلاشی کے دوران اگرگھر میں مرد ملتے توانہیں گرفتار کر کے لے جاتے اور پھر مارڈالتے ہیں، اس لئے عموماً گھر کے مرد حضرات گرفتاری کے ڈرسے پہاڑوں اور جنگلوں کا راستہ لیتے ہیں اور عورتیں رہ جاتی ہیں، یہ برمی ملٹری اِن خواتین کی عصمت دری کرنے، بلکہ ان کو جان سے مار ڈالنے سے بھی دریغ نہیں کرتی۔ حد یہ کہ چھوٹی چھوٹی نابالغ بچیوں کے ساتھ درندگی کا مظاہرہ کیا گیا۔
- پورے پورے علاقے کو آگ لگا کر خاکستر کر دیا، ان جلایئے جانے والے علاقوں میں ناکھورہ، دوداننگ، وابک، بڑاگوزوبیل، چھوٹا گوزہ بیل، باگ گونہ، دونسے، کیاری پرانک شامل ہیں۔
- دکانیں جلادی گئیں، توڑ پھوڑ کر کے سب کچھ برباد کر دیا۔
- کھیتی باڑی کے لئے نکلناتو درکنار، فصل کاٹنے کے لئے ناممکن بنادیا۔
- گھر میں کھانے پینے کی کوئی چیز نہ ہونے کے باعث قریبی دریایا تالاب میں مچھلی کے لئے جانے والوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا۔
- گن شپ ہیلی کاپٹر استعمال کر کے پوری پوری بستیوں کو ہلاک کیا گیا۔
- آگ جلانے کی وجہ سے جان بچا کر نکلنے والی خواتین اوران کے بچوں کو آگ میں پھینکا گیا۔
- بعض خواتین کی گود سے چھوٹے بچوں کو چھین کر آگ میں ڈال کر بھسم کر دیا۔

- عالمِ دین کو دیکھتے ہی اُن کی داڑھی منڈوادیتے اور پھر ذبح کر دیتے ہیں۔

نومبر 2016ء کے اوائل میں "یو این او" کے اعلیٰ سطحی وفد نے متاثرہ علاقوں کا دورہ کیا، برمی حکوم نے اول تو مسلمانوں کو وفد سے ملاقات سے روکنے کی کوشش کی، بلکہ کچھ مگھ بدھسٹوں کو مسلمان ظاہر کر کے ملوادیا اوران سے کسی قسم کا ظلم نہ ہونے کا بیان دلوادیا۔ تاہم مسلمانوں نے اس سازش کو جان پر کھیل کر ختم کیا اور بڑی تگ ودو کے بعد وفد سے ملاقات کی اور صورت حال سے آگاہ کیا۔

لیکن وائے افسوس! وفد کے جاتے ہی ظلم و ستم میں اوراضافہ ہو گیا۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق اب تک ستر ہزار افراد بے گھر ہو گئے اور سینکڑوں شہید اور زخمی ہوئے، ایک سو دس سے زیادہ افرد کو گرفتار کر لیا۔

اگست 2017ء کا المیہ

25 اگست 2017ء سے یومیہ 1000 مسلمان شہید ہوئے۔ اور یکم ستمبر جمعہ کے 5000 مسلمان شہید ہوئے۔

بوسیدنگ (Buthidaung)، راسیدنگ (Rathedaung) اور منگڈو (Mungdaw) کے علاقوں میں سینکڑوں بستیاں جلائی گئیں، گھروں کے ساتھ ساتھ کافی سارے مکینوں کو جلاڈالا۔ جان بچانے کے لئے نکلنے والے معصوم بچوں، بچیوں، بوڑھوں اور علماء کرام کو بے دردی سے شہید کیا گیا، ڈنڈے مار مار کر مارڈالنا، گھروں کو جلا کر خاکستر کر دینا، بلڈوزر چلا کر نام ونشان کو مٹاڈالنے کو کوشش کرنا معمولی بات ہے۔

ایک سو پچاس سالہ معمر عالم دین محدث فقیہ مولانا احمد حسین صاحب کو بے دردی کے ساتھ قتل کر کے شہید کر ڈالا۔

جان بچانے والے بچے بوڑھے جوان دریاؤں کے کنارے جنگلات میں پہاڑوں کی چوٹیوں پر پناہ لینے کی کوشش کررہے ہیں جہاں خوفناک قسم کے درندوں کے ساتھ ساتھ جونک، مچھر اور ہر قسم کے حشرات الارض کی بہتات ہے۔ کھانے پینے کا سامان نہ ہونے کی وجہ سے بڑے لوگ درخت کے پتے چبانے پر مجبور ہیں اور بچے بلک بلک کر ماؤں کی گودوں میں جان دے رہے ہیں، دوسری طرف بنگلہ دیش تک پہنچنے تک راستے میں دیگر آفات کے علاوہ بدھ بھکشو کی صورت میں دہشت گردوں کی ٹولیاں، برمی حکومت کی پولیس اور فوج کی پوری فورس اپنی پوری توانائی کے ساتھ ان نہتے اور بے سہاروں کو تہہ تیغ کرنے کے درپے ہیں کتنے ہی سمندر اور دریاؤں میں مچھلیوں کی خوراک بن رہے ہیں اور کتنے ہی ظالموں اور سفاکوں کی درندگی کا شکار ہورہے ہیں۔

اولاً ایسی جگہوں سے کسی کے ساتھ رابطہ نہیں ہوتا اور اگر رابطہ ہوجائے تو وہ دردناک منظر سامنے آتا ہے کہ کلیجہ منہ کو آنے لگتا ہے۔

مطالبات اوراپیل:

ان تمام حالات کے پیش نظر رکھتے ہوئے ہمارا مطالبہ ہے کہ:

1۔ میانمار حکومت اوراس کی بھرپور حمایت کے ساتھ وہاں کی فوج، پولیس، عوام، بدھ بھکشواور دہشت گرد تنظیمیں روہنگیا مسلمانوں نسل کشی کے درپے ہیں ،لہذاان کی نسل کشی بند کی جائے اوراس سلسلے میں اقوام متحدہ اپنا کردارادا کرے اور فوری طور پر وہاں اپنی امن فوج بھیجے، وہاں کے بچے کھچے مسلمانوں کو تحفظ فراہم کرے اوران کی فوری آبادکاری کا انتظام کرکے زندگی کی تمام تر بنیادی ضروریات وسہولیات انہیں بہم پہنچائی جائیں۔

2۔ عالم اسلام بلکہ پورے عالم کے انسان دوست ممالک سے مطالبہ ہے کہ وہ فوری طور پر برما/ میانمار کی حکومت پر سفارتی اوراخلاقی دباؤڈالے تاکہ وہ انسانیت کش حرکتوں سے بازآئے۔ روہنگیا مسلمانوں کوان کو شہریت سے محروم کرنے والے انسانیت سوزاور ظالمانہ قانون کو ختم کرے اوران کی شہریت اور حقوق کو بحال کرے۔

3۔ رابطہ عالم اسلامی، مؤتمر عالم اسلامی اوراو، آئی، سی نمائشی قراردادوں اور جذباتی بیانات داغنے کے بجائے فوری طور پر مؤثر اور عملی قدم اٹھائیں۔

4۔ آسیان ممالک کی تنظیم اپنا کردارادا کرے۔

5۔ پڑوس میں واقع بنگلہ دیش، بھارت اور چائنااس سلسلے میں اپنا کردارادا کریں، اور برما میں نسل کشی کے گھناؤنے اقدامات کاروک تھام کریں۔

6۔ صدر مملکت، وزیراعظم پاکستان، وزیر خارجہ، وزیر دفاع اور دیگر اربابِ اختیار سے بھی اپیل ہے کہ وہ اس سلسلے میں قائدانہ کردارادا کریں۔

7۔ روہنگیا مسلمانوں کے وہ افراد جو ہجرت کرکے تھائی لینڈ، سری لنکا، بھارت، ملائشیا اورانڈونیشیا پہنچ چکے ہیں، ان کو جیلوں اور حراستی مراکز میں ٹھوس کررکھنے کے بجائے انہیں آزاد فضاء میں سانس لینے کاموقع دیاجائے اوران کوان متعلقہ ممالک میں ”ریفیوجی“کی حیثیت سے تسلیم کیاجائے اوران کوانٹرنیشنل لاءکے مطابق ریفیوجیز کے جتنے حقوق ہیں وہ ان کو فراہم کئے جائیں، خاص طور پر بنیادی ترین حقوق تعلیم اور صحت اورآزادانہ نقل وحرکت کی سہولیات کی فراہمی یقینی بنائی جائیں۔

8۔ بنگلہ دیش میں موجود رجسٹرڈ اور نان رجسٹرڈ تمام ریفیوجیز کے ساتھ کیمپوں میں جو غیر انسانی سلوک روارکھاجارہاہے، اس سلسلہ کو بند کیاجائے اور انہیں عزت کے ساتھ رہنے بسنے کی آزادی دی جائے، انہیں تعلیم کے مواقع فراہم کئے جائیں اوران کو صحت اورعلاج ومعالجہ کی بھرپور سہولتیں دی جائیں اورعالمی تنظیموں کوان تک براہ راست رسائی دی جائے۔

9۔رنگون اوراکیاب میں اوآئی سی یامعتبرعالم اسلامی کاباقاعدہ دفتر کھولاجائے تاکہ عالم اسلام کے ذمہ داران روہنگیامسلمانوں کے حالات سے کماحقہ واقف رہ سکیں۔

10۔جن ایجنٹوں دلالوں اور انسانی اسمگلروں نے انسانیت سوز اور شرمناک حرکتیں شروع کرر کھی ہیں ان کو کیفر کرادر تک پہنچایاجائے۔

11۔برمی حکومت کے تعاون نہ کرنے کی صورت میں اس کا اکنامک بائیکاٹ کیاجائے اور اسے نشان عبرت بنایاجائے۔

12۔برماکی جمہوریت کی چمپئن نوبل انعام یافتہ سیاست دان" آنگ سانگ سوچی"سے اب تک امید باندھی گئی تھی کہ یہ جمہوریت پر یقین رکھنے والی اور جمہوریت کے لئے جدوجہد کرنے والی انصاف پسندلیڈرہیں،اس لئے ان کی پارٹی"این ایل ڈی"برسراقتدارآنے کے بعد مسلمانوں‌کی ضرورواشک شوئی کرے گی اور مسلمانوں کی محرومیوں کاازالہ کرے گی،لیکن اے بساآرزو کہ خاک شدہ !چنانچہ آنگ سان سوچی نے بر سر اقتدار آنے کے بعد اب تک روہنگیا مسلمانون کے تحفظ کے سلسلہ میں کردار تو کیا!الٹازخمیوں پر نمک پاشی کا کام کیا ،معمولی اقتدار کی ہوس کی خاطر روہنگیا مسلمانوں کی نسل کشی سے اپنی انکھیں بند رکھی ہیں،ان سے امن نوبل لے لیا جائے اور ان کو عبرت کا نشان بنایا جائے۔

13۔ان تمام فتنوں‌اور فساد کا اہم جڑوہاں کے متعصب بدھ بھکشو ہیں،خاص طور پر 969کا سربراہ ویراہ ٹھو کا کردار انتہائی گھناؤنا اور عالمی برادری کے لئے نہایت قابل نفرین رہاہے،اس تنظیم کو دہشت گرد قرار دے کر اس کے ذمہداروں کوکٹھرے میں لایا جائے اور جنگی جرائم کے تحت مقدمہ چلایا جائے۔

14۔پاکستان،سعودی عرب ،ترکی،ملائیشیااور انڈونیشیا کی اعلی ترین سطح پر کمیٹی تشکیل دی جائے جو روہنگیا مسلمانوں کی اراکان کے اندر آباد کاری اور ان کے تحفظ کا انتظام کرے اور جتنے روہنگیا مسلمان مختلف ممالک میں دربدر ہوچکے ہین ان کو بنیادی حقوق فراہم کرنے کا اہتمام کرے۔

15۔پاکستان کی تمام سیاسی اور مذہبی جماعتیں روہنگیا مسلمانون کے تحفظ کے ایجنڈے کو اپنے بنیادی پرگراموں‌میں مقدم رکھیں اور ترجیحی بنیادوں پر اس معاملہ کو حل کرنے کی کوشش کریں۔

16۔پاکستان کی تمام موثر شخصیات سے خواہ وہ سیاسی ہوں یا مذہبی ہوں‌انسانیت کی بنیاد پر اپیل ہے کہ روہنگیا کے مسلمانوں کے دکھ اور مصائب کے ازالہ کے سلسلے میں اپنا کردارضرور ادا کریں۔

17۔تمام سیاسی جماعتیں،نیزباثر شخصیات اور مقتدر علماء کرام ایک ایسی مشترکہ کمیٹی تشکیل دیں جوروہنگیامسلمانوں کے اراکان کے اندرتحفظ اوردیگر حقوقِ شہریت کی بہم رسانی کویقینی بنائے نیزاراکان سے نکل کرپناہ گزینی کی زندگی گزارنے پر مجبورلوگوں کو"ریفیوجی" کے حقوق دلائے۔

18۔صحافی برادری خوان ان کا تعلق پرنٹ میڈیا سے ہو یا الیکٹرونک میڈیا سے ،اسی طرح سوشل میڈیاسے متعلق ہر ہر فردسے گذارش ہے کہ خداراموجودہ دورکے اس عظیم انسانی المیے کو نظر انداز نہ ہونے دیں تاوقتیکہ ان مظلومین کو ان کا حق نہ مل جائے۔

19۔انسانی حقوق کی علم بردار شخصیات اور تنظیموں سے دردمندانہ اپیل ہے کہ آج ایک کتے بلی تک کے حقوق کے لئے عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹانے سے دریغ نہیں کیا جاتا،خدارا!اس صدی کی اس عظیم انسانی ٹریجڈی کو سنجیدگی کے ساتھ اس طرٹریٹ کیجئے کہ ان بے سہارا اور بے خانماںانسانون کو عزت کی زندگی گزارنے کاموقع مل سکے اور انسانیت کی آتما کو آسودگی حاصل ہو۔

20۔تمام اہل خیر حضرات سے اپیل ہے کہ روہنگیا مسلمان جو اراکان میں پھنسے ہوئے ہیں اسی طرح مختلف ملکوں میں پناہ لے چکے ہیں ان کی خوراک ،صحت اور تعلیم کا موثر انتظام کریں۔